فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

دارالافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

شمارہ 16 | جمعۃ المبارک 17 شوال المکرم 1440ھ 21 جون 2019ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ:** سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ:** www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ:** ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ:** 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دارالافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: ایک عیسائی کی جانب سے طعن کے انداز میں یہ سوال کیا گیا کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے شادی پیسوں کی وجہ سے کی تھی۔ آپ سے اس حوالے سے وضاحت درکار ہے کہ ہم اس سوال کے جواب میں لوگوں کو مطمئن کرسکیں۔

جواب: اس اشکال کے مختلف جوابات دیے گئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(1) شادی کی پیشکش خود ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی، رسول اللہ ﷺ نے نہیں۔

(2) لالچی شخص دشمنوں میں کبھی صادق اور امین کے القاب سے مشہور نہیں ہوا کرتا۔

(3) مال ہی کا لالچ تھا تو اس سے بھی بہترین موقع وہ تھا جب عرب کے سرداروں نے مل کر خوبصورت ترین دوشیزہ اور پورے شہر کا خزانہ سامنے لاکر رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ ایسے موقع کو چھوڑ کر چالیس سالہ خاتون کی طرف توجہ کرنا کیسے ممکن تھا؟

(4) لالچ ہوتی تو نکاح کے بعد اس کا فائدہ بھی اٹھاتے، لیکن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر غار حرا میں گوشہ نشینی اختیار فرمالی۔

(5) پہاڑوں میں گوشہ نشینی اور خلوت کے لیے مال کی لالچ پیدا ہونی چاہیے تھی یا مال سے دوری اور بیزاری؟

(6) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کتنا مال تھا جو اپنے ترکے میں چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے؟

مذکورہ بالا امور سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح کا مقصد مال حاصل کرنا بالکل نہیں تھا۔

سوال: آنکھوں پر نقلی پلکیں لگانا کیسا ہے؟ صرف تیار ہونے کے لیے لگائیں اور پھر اتار دیں تو جائز ہے؟

جواب: اگر شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے کی غرض سے مصنوعی پلکیں لگائی جائیں تو یہ عمل اس شرط کے ساتھ جائز ہوگا کہ پلکیں کسی انسان کی نہ ہوں۔

اس حوالے سے جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

کیا عورت میک اپ کرنے کے ساتھ وقتی طور پر مصنوعی پلکیں لگا سکتی ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں شوہر کی خاطر مصنوعی پلکیں لگانے کی گنجائش ہے، البتہ وضو کے لیے پلکیں نکال کر وضو کرنا ضروری ہوگا، نیز محض دکھلاوے کی خاطر مصنوعی پلکیں لگانے کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ اعلم“ (ویب سائٹ دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر 143908200873)

سوال: ہم چوڑیوں پر سونے کا پانی چڑھاتے ہیں، جس کے لیے ہم چالیس پچاس کلو سونا اس دن کے ریٹ کے مطابق خرید لیتے ہیں، البتہ ادائیگی کو مؤخر کردیتے ہیں۔ یعنی ابھی ہم خرید رہے ہیں آپ پندرہ لاکھ روپے لے لیں، باقی جیسے جیسے پیسے آتے جائیں گے ہم ادائیگی کردیں گے۔ اس دوران مزید بیس کلو سونا اور لے لیا اس دن کی قیمت کے مطابق اور ادائیگی بعد میں کرتے ہیں۔ یعنی قیمت متعین کرلیتے ہیں جو بعد میں ادا کی جاتی ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ یہ سود ہو جاتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا یہ واقعی سود کے زمرے میں آئے گا؟ نیز سونے کی تجارت کے حوالے سے مزید کوئی اہم احکامات ہوں تو رہنمائی فرمادیں۔

جواب: واضح رہے کہ سونا اور نوٹ الگ الگ جنس ہیں۔ دو جنسوں کے درمیان تبادلے کی صورت میں ادھار جائز ہے، بشرطیکہ سونے پر یا اس کی قیمت پر مجلسِ عقد میں قبضہ ہوجائے۔ لہذا

صورت مسئولہ میں جب آپ سونا خریدتے وقت اس کی موجودہ ویلیو کے اعتبار سے قیمت طے کرلیتے ہیں اور پھر سونے پر قبضہ کرکے قیمت کی ادائیگی وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں تو شرعی اعتبار سے یہ معاملہ جائز ہے۔ سونے کی تجارت کے حوالے سے مفتی عبدالرؤوف سکھروی صاحب مدظلہ کی کتاب ''زیورات کے احکام'' بہت مفید ہے۔

(الف) لو باع فضة بفلوس فإنه يشترط قبض أحد البدلين قبل الافتراق لا قبضهما (رد المحتار، كتاب البيوع، باب الصرف)

(ب) لم يشترط في بيع الفلوس بالدراهم أو بالدنانير قبض البدلين قبل الافتراق ويكتفي بقبض أحد البدلين (الفتاوى الهندية، كتاب الصرف، الباب الأول في تعريف الصرف وركنه وحكمه وشرائطه)

سوال: ایک شخص نے کسی دوسرے شخص سے ٹھیکے پر زمین لی ہوئی ہے اور ہر ماہ وہ زمین کا کرایہ بھی ادا کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ عشر کتنا ادا کرے گا؟ وہ نہر کا پانی بھی استعمال کرتا ہے اور اپنا پانی بھی استعمال کرتا ہے۔

جواب: جو زمین بارش یا نہر کے پانی سے سیراب کی جائے اس پر عشر واجب ہوتا ہے اور جو زمین خود پانی نکال کر سیراب کی جائے اس پر پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جو زمین بارش یا نہر کے پانی سے بھی سیراب ہو اور کاشتکار اپنے پانی سے بھی سیراب کرے، اس میں اکثریت کا اعتبار ہے۔ سال کا اکثر حصہ اگر نہر کے پانی سے سیراب کرے تو عشر اور اگر سال کا اکثر اپنے پانی سے سیراب کرے تو بیسواں حصہ لازم ہوگا۔ اگر اکثر اور غالب کا علم نہ ہو بلکہ سال کا جتنا حصہ نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اگر اتنا ہی حصہ کاشتکار اپنے پانی سے سیراب کرے تو اس صورت میں بھی نصف عشر یعنی بیسواں حصہ لازم ہوگا۔

ولو سقي سيحاً وبآلة اعتبر الغالب ولو استويا فنصفه... (قوله: اعتبر الغالب) أي أكثر السنة كما مر في السائمة والعلوفة زيلعي أي إذا أسامها في بعض السنة وعلفها في بعضها يعتبر الأكثر (قوله: ولو استويا فنصفه) كذا في القهستاني عن الاختيار؛ لأنه وقع الشك في الزيادة على النصف فلا تجب الزيادة بالشك (قوله وقيل ثلاثة أرباعه) قال في الغاية قال به الأئمة الثلاثة فيؤخذ نصف كل واحد من الوظيفتين ولا نعلم فيه خلافاً أي، لأن نصفه مسقي سيح ونصفه مسقي غرب، فيجب نصف العشر ونصف نصفه ورجح الزيلعي الأول قياسا على السائمة إذا علفها نصف الحول فإنه تردد بين الوجوب وعدمه فلا يجب بالشك قال في اليعقوبية وفيه كلام وهو أن الفرق بينهما ظاهر؛ لأن في الأصل أي المقيس عليه سبب الوجوب ليس بثابت يقينا وهنا سببه ثابت يقينا والشك في نقصان الواجب وزيادته باعتبار كثرة المؤنة وقلتها، فاعتبر الشبهان شبه القليل وشبه الكثير فليتأمل. قلت: فيه نظر؛ لأن سبب الوجوب في السائمة موجود أيضا وهو ملك نصابها وإنما الشك في الإسامة وهو شرط الوجوب لا سببه كما مر أول كتاب الزكاة وهنا أيضا وقع الشك في شرط وجوب الزيادة على النصف مع تحقق سبب أصل الوجوب وهو الأرض النامية بالخارج تحقيقا فتدبر (الدر المختار مع الرد، كتاب الزكاة، باب العشر)

سوال: تربیت اولاد کے حوالے سے ایک بیان سننے میں آیا ہے۔ اس میں مقرر نے فرمایا ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کے ساتھ اور لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ کھیلنے سے روکنا چاہیے چاہے چھوٹے بھی ہوں، ان کی بات سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ایسے واقعات نقل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے صحابہؓ سے اپنا بچپن ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے وہ فلاں بچی جس کے ساتھ میں کھیلتا تھا، یقیناً وہ کم سنی ہی کا دور ہوگا، تو سوال یہ ہے کہ اس بیان میں جو بات آئی ہے کہ مخالف جنس کے ساتھ کھیلنے سے منع کیا ہے وہ کس عمر کے بچوں کے لیے؟ بظاہر سننے سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہر عمر ہی میں یہ منع ہے لیکن اوپر روایت میں اس کے برعکس ہے۔

جواب: لڑکپن کی عمر سے قبل صغر سنی میں بچہ اگر بچیوں کے ساتھ کھیلتا ہے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ بیان میں تربیت

کے حوالے سے ایک عمومی بات بیان کی گئی ہے کہ کوشش کر کے بچوں میں یہ عادت ڈالی جائے کہ وہ ابتدا ہی سے بچیوں کے مقابلے میں دیگر بچوں کے ساتھ کھیلے تاکہ وہ زنانہ عادات و اطوار کو نہ اپنا لے۔ بیان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی بچے کا بچیوں کے ساتھ کھیلنا جائز نہیں۔

سوال: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پکا کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن امام ترمذیؒ و بعض اور بزرگانِ دین کی قبریں پکی ہیں۔ اس حوالے سے رہنمائی فرمادیں۔

جواب: حدیث میں پکی قبریں بنانے کی ممانعت آئی ہے، خود امام ترمذی (جن کی قبر کا تذکرہ سوال میں ہے) نے یہ روایت ذکر کی ہے: عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُورُ، وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهَا، وَأَنْ تُوطَأَ (سنن الترمذي، أبواب الجنائز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في كراهية تجصيص القبور، والكتابة عليها) ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے سے، ان پر لکھنے سے اور ان کو روندنے سے منع فرمایا“۔

سنن ابی داؤد میں ہے: عن القاسم، قال: دخلتُ على عائشة، فقلتُ: يا أُمَّهْ، اكشفي لي عن قبرِ رسول الله -صلَّى الله عليه وسلم- وصاحبَيه، فكشفتْ لي عن ثلاثةِ قُبورٍ، لا مُشْرِفةٍ ولا لاطِئةٍ، مَبْطوحةٍ بِبَطحاءِ العَرْصة الحمراء. (سنن أبي داود، أول كتاب الجنائز، باب في تسوية القبر) ترجمہ: ”قاسم بن محمد (جو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے بھتیجے ہیں) فرماتے ہیں کہ: میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ: اماں جان! مجھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں رفیقوں رضی اللہ عنہما کی قبورِ مبارکہ کی زیارت کرائیے، انہوں نے میری درخواست پر تین قبریں دِکھائیں جو اُونچی نہ تھی، نہ بالکل زمین کے برابر تھیں (کہ قبر کا نشان ہی نہ ہو) اور ان پر بطحا کی سرخ کنکریاں پڑی تھیں“۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر کی قبور شریفہ بھی روضۂ اقدس میں پختہ نہیں۔ فقہاء نے بوقتِ ضرورت کچی قبر کی لپائی کی اجازت دی ہے، مگر قبریں پختہ بنانے اور ان پر مزارات تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی، کیوں کہ قبریں زینت کی چیز نہیں، بلکہ عبرت کی چیز ہیں۔ مذکورہ بزرگوں کی قبر کے حوالے سے یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ اس عمل میں ان کا کوئی دخل نہیں، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ان کی قبر سے بہر طور افضل و اعلیٰ ہے، جب وہ بھی کچی ہے تو یہ کیسے وصیت کر سکتے تھے کہ ہماری قبریں پکی بنائی جائیں۔ جب ان بزرگان دین کا دامن اس سے صاف ہے تو یہ پختہ بعد از اں کسی نے بھی بنائی ہوں اس سے شرعی مسئلے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(ويسوى اللبن والقصب لا الآجر) المطبوخ والخشب لو حوله... (ولا يجصص) للنهي عنه (ولا يطين، ولا يرفع عليه بناء. وقيل: لا بأس به، وهو المختار)... وفي الرد: (قوله ولا يرفع عليه بناء) أي يحرم لو للزينة، ويكره لو للإحكام بعد الدفن، وأما قبله فليس بقبر إمداد. وفي الأحكام عن جامع الفتاوى: وقيل لا يكره البناء إذا كان الميت من المشايخ والعلماء والسادات (الدر المختار مع الرد، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت)

سوال: فقہ حنفی میں شتر مرغ کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شتر مرغ کا کھانا بالاتفاق حلال ہے کیونکہ حلال پرندوں میں سے ہے۔

ويحل من الطير أكل العصافير بأنواعها والسمان والقنبر والزرزور والقطا والكروان والبلبل والببغاء والنعامة والطاووس والكركي والبط والأوز وغير ذلك من الطيور المعروفة (الفقه على المذاهب الأربعة، كتاب الحظر والإباحة، مبحث ما يمنع أكله وما يباح أو ما يحل وما لا يحل)

ختم شد